مدینۃ المسیح علیہ السلام

۲۲- جنوری کو دو غیر احمدی احباب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے آئے۔ حضور نے ان کو تبلیغ فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود کی کتب کو پڑھنے کی طرف بہت توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ اسوقت لاکھوں مسلمان کہلاتے ہیں مگر اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ہم اسلام کو اس لئے نہیں مانتے کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے۔ بلکہ دلائل کے ساتھ سچا سمجھتے ہیں ؛

درخواست دُعا۔ جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ چودہری فتح محمد صاحب ایم اے جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کے حکم سے بغرض تبلیغ اسلام لنڈن گئے تھے۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۶ء کو انشاء اللہ تعالیٰ لنڈن سے ڈاک کے جہاز پر سوار ہوں گے۔ حضرۃ اقدس کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر حکم ہو تو چودہری صاحب کو تار دیا جاوے کہ وہ افریقہ کے اوپر کے راستے سے آویں کیونکہ سویز کا راستہ مخدوش ہو رہا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے ایک بندہ کی خاطر تمام جہاز کو امن میں رکھ سکتا ہے۔ اسلئے احباب سے التجا ہے کہ وہ نمازوں میں اور تنہائی میں ان کے صحیح و سلامت واپس آنے کی خدا تعالیٰ سے دعا کریں ؛

لالہ شرمپت صاحب (قادیان کے رہنے والے) جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور جنھوں نے خدا تعالےٰ کے ہزاروں نشان اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے۔ ۲۲ جنوری کو راہی ملک عدم ہوئے۔ ہمیں اُنکے مرنے کا افسوس ہے کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کے ایک زندہ نشان تھے۔

ایک مقدمہ کی تفتیش کے دوران میں جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس یہاں میں فروکش ہیں۔ دونوں صاحبان نے ۲۳ تاریخ کو۔ ہائی سکول بورڈنگ ہوس۔ منارۃ المسیح۔ احمدیہ محلہ اور مقبرہ بہشتی وغیرہ کو ملاحظہ فرماکر بہت خوشی کا اظہار کیا ؛

اخبار احمدیہ

لاہور۔ گورنمنٹ کالج کے طالب علم میاں بدرالدین صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ ہمارے کالج میں بعض طلباء نے یہ ارادہ کیا کہ بارہ وفات پر کچھ چندہ کرکے خیرات کی جائے اور جشن میلاد بھی کیا جائے۔ مجھ سے بھی چندہ مانگا مگر میں نے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ...

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان چھپکر شائع ہوا)

کھرک ضلع رہتک سے میاں معزالدین صاحب لکھتے ہیں کہ رشتہ دار میرے احمدی ہونے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے ہیں جب میں نے انہیں یہ کہا کہ میں مرزا صاحب کے انکار کو رسول خدا کے انکار سا سمجھتا ہوں٭

میر شاہ والی ضلع میانوالی سے بابو محمد شفیع صاحب قریشی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس خاکسار کو چند ماہ سے احمدیت کا ذکر کرنے کی بہت توفیق مل رہی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں بوضاحت لوگوں کو سناتا ہوں الحمد للہ کہ وہ لوگ حضرت مسیح موعود کے ذکر کو توجہ سے سنتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرماوے ۔

نہوں سے مکرم بابو فضل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں چند متردد ہیں ان میں سے تین کو میں ملا ہوں ایک تو صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مصلح موعود ہونیکا منکر ہے اور خلافت کا قائل اس کو بہت کچھ سمجھایا ہے اس سے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو ہوئی آخر بہت متاثر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی کتابیں دکھلاؤ تو میں نے القول الفصل حقیقۃ النبوۃ اور برکات خلافت وغیرہ کتب دیدی ہیں۔ ایک اور مولوی سے تحریری مباحثہ ہو رہا ہے اور ایک سکھ کے ساتھ بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے پر بھی بحث ہو رہی ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ حق و باطل میں فیصلہ کر دے۔

ڈیرہ غازیخان سے برادرم منشی عبداللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ اتوار کو ایک جلسہ میں پیغام احمد لوگوں تک پہنچایا گیا اس میں مولوی محمد عثمان صاحب نے صداقت مسیح کے نشانات آیات قرآنی سے بنا کر حضرت مسیح موعود پر چسپاں کئے اس کے بعد میاں عبدالرحمٰن صاحب نے اسلام کا زندہ مذہب ہونا بتایا اللہ تعالیٰ لوگوں کو قبول حق کی توفیق دے آمین۔

جنازہ غائب۔ حضرت مسیح زمان مہدی دوران کا مخلص مرید مولوی سید عبدالرحیم صاحب جو کہ بہت عرصہ سے عارضہ ذیابیطس میں مبتلا تھے بارھویں تاریخ چہارشنبہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی ساعی جمیلہ اثر سے ۵ میں تبلیغ احمدیت خوب زور سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے پاک روحوں کو اس سلسلہ حقہ کی طرف کھینچا۔ مرحوم کو احمد نبی اللہ سے اس قدر محبت تھی کہ ہر لحظ و ہر لمحہ ان کا ذکر ان کے سلسلہ کی تبلیغ کا دھن رہتا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ۵

٭ تو وہاں کے ملاؤں نے میرے خلاف کفر کا فتویٰ دیدیا اور کہا اس کا نکاح فسخ ہوگیا اور یہ اسلام سے خارج ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے ٭

جنگ یورپ

عراق عرب میں پیشقدمی کی مشکلات دہلی ۲۰ جنوری ۱۹ جنوری کا حسب ذیل مراسلہ عراق عرب سے ایک عینی شاہد کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ گذشتہ دن سے سوائے چند وقفوں کے لگاتار موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور سخت سرد آندھی چل رہی ہے موسم فوجی کارروائیوں میں ہارج ہے۔ یہاں بھی فلانڈرس جیسا کیچڑ ہے صرف سڑکوں اور پگڈنڈیوں کا سہارا نہیں ہے۔ افواج دلدلوں میں ہی قیام پذیر ہیں۔ دریائے دجلہ میں طوفان آیا ہوا ہے۔ پانی کی رنگت چائے ڈالنے سے بھی نہیں بدلتی ۔

دشمن کی موناسٹر سے روانگی۔ لندن ۲۰ جنوری سالونیکا۔ فرانسیسی نامہ نگار اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ جرمن اور بلغاری موناسٹر سے شمال کی طرف اغلباً روسی محاذ کو جا رہے ہیں ۔

ڈیڈا غاچ پر گولہ باری۔ لندن ۲۰ جنوری۔ سالونیکا ۱۹ جنوری جنگی جہازوں نے کل ڈیڈا غاچ پر گولہ باری کی اور بہت نقصان پہنچایا۔ ایک ٹرین تباہ کی گئی۔ اور وخائر کے کئی گوداموں کو آگ لگا دی گئی ۔

سروین گورنمنٹ کارفو میں لندن ۲۰ جنوری ایتھنز سروین گورنمنٹ کارفو میں پہنچ گئی ہے ۔

ترکوں کی بسرعت تمام فراری لندن ۲۰ جنوری پیٹروگراڈ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ قفقاز میں ترکی مرکز پر روسیوں کا حملہ نہایت سخت اور غیر متوقع تھا۔ ترک اتنی جلدی بھاگے کہ انہیں اپنے مردے اٹھانے کی بھی سدھ نہ رہی۔

سامان خوراک کے جہاز تباہ کر دیئے گئے لندن ۲۰ جنوری پیٹروگراڈ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ ہمارے تارپیڈو چلانے والوں نے ۱۷ جنوری کو اناطولیا کے شمالی مشرقی ساحل پر حملہ کیا اور ۱۶۳ دخانی جہاز تباہ کر دیئے۔ جن میں سے ۳۰ سامان خوراک سے لدے ہوئے تھے۔ ہمنے کو پہری کوئی لگی تو بین بارود اور قیدی گرفتار کئیے۔

مانٹی نیگرو کی کونسل کا بیان لندن ۱۹ جنوری۔ پیرس مونٹی نیگرو کے قونصل کا شائع کردہ بیان مظہر ہے کہ بدقسمت مانٹی نیگرو کو دشمن کے سامنے سر جھکانا پڑا ہے۔ یہ امر یقینی سمجھنا چاہیئے کہ شاہ اور گورنمنٹ نے اسی وقت اطاعت قبول کی ہے۔ جبکہ فوج کا آخری کارتوس تک ختم ہو گیا تھا۔ اور بیان تک کہ سرحد کو بھاگنا بھی ناممکن تھا۔ اور عقب میں البانوی دشمن تھے اطاعت کی شرائط پر جن کی تفاصیل دشمن کے ذریعہ سے موصول ہو رہی ہے۔ بعد میں بحث ہو سکتی ہے ۔

مونٹی نیگرو کے اطاعت قبول کرنے کی خبر پیش از وقت ہے۔ لندن ۱۹ جنوری ایک فرانسیسی سرکاری بے تار برقی کی خبر مظہر ہے کہ مونٹی نیگرو والوں کے اطاعت قبول کرنے کی خبر پیش از وقت ہے۔

قیصر نش میں لندن ۱۹ جنوری۔ امسٹرڈم نش کی ایک تار خبر مظہر ہے کہ قیصر نے کل شاہ فرڈی نینڈ سے ملاقات کی اور باہمی سلام و پیام کے بعد قلعہ پر سے بلغاری مقدونیہ اور بلغاری افواج کے کوچ کو ملاحظہ کیا۔

جہاز پرشیا کے غرق کرنے سے انکار۔ لندن ۱۹ جنوری برلن میں مقیم امریکہ کا سفیر خبر دیتا ہے کہ بحیرہ روم میں کوئی آبدوز کشتی پرشیا کو غرق کرنے کی ذمہ داری تسلیم نہیں کرتی۔

ایک برٹش جہاز کی غرقابی لندن ۱۹ جنوری برٹش سٹیمر مسویری غرق کر دیا گیا اہل جہاز بچائے گئے

دیگر روسی لڑائیاں لندن ۲۰ جنوری ایک آسٹرین اعلان مظہر ہے کہ متعدد روسی فوجی دستوں کے پے در پے حملوں کے باعث سرزمین وٹر کے مشرقی سرحد پر ایک نئی لڑائی شروع ہوئی ہے ۔

روسی رپورٹ لندن ۲۰ جنوری۔ پیٹروگراڈ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ سرزمین وٹر کے شمال مشرق میں ضلع رارنزمیں ہمنے دشمن کی پوزیشن کا ایک حصہ فتح کر لیا۔ دشمن نے اسے دوبارہ چھین لینے کے لئے پانچ شدید حملے کئے لیکن تمام پسپا کئے گئے اور دشمن کو بہت سخت نقصان پہنچایا گیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

افسوس! اس مُسافر پر جو گم کردہ راہ ہو۔ اور ہزار افسوس اس راہ رو پر جو باوجود بے راہ روی کے سمجھتا ہو کہ میں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں۔ اور ضرور کسی نہ کسی وقت اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ایسا مسافر جو اس غور و فکر میں ہو کہ جس راہ پر چل رہا ہوں یہ درست ہے یا غلط۔ وہ سیدھا راستہ بتانے والے کی آواز پر کان دھرے مگر وہ جو سمجھتا ہو کہ جس راہ پر میں گامزن ہوں یہی سیدھی ہے۔ وہ ہر ایک اس شخص کو جو اُسے سیدھا راستہ دکھائیگا۔ اپنا دشمن سمجھے گا۔ اور بجائے اس کا ممنون احسان ہونے کے اُلٹا اُسکے درپئے آزار ہوگا۔

ہمارے غیر مبائعین اصحاب کے لیڈر اور راہ نما آج کل جس راستہ پر چل رہے ہیں۔ وہ دراصل وہی راستہ ہے جس پر انھیں نہیں چلنا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ اپنے ناصحانِ مشفق کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ایسے لوگ ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام وہ لوگ جنھوں نے انکی حالت پر کبھی غور و خوض کیا ہے۔ اِس بات کو خوب جانتے ہیں کہ انہوں نے غیروں سے ملنے کی غرض سے دوسروں کو اپنا بنانے کے لئے اور پراؤں سے رشتۂ محبت جوڑنے کے لئے اپنوں سے کیا کچھ کیا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک وقت تھا۔ جبکہ انھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوائے اپنی رُوحانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اور کوئی سہارا نہ ملا تھا۔ لیکن اب انکے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دوسروں کے سامنے لینا زہر قاتل معلوم دیتا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ولایت میں بڑے زور شور سے اِس بات کا اظہار کیا ہے کہ یہاں حضرت مسیح موعود کا نام لینا زہر قاتل ہے۔ اور جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم۔ اے جو اسی غرض کے لئے ولایت گئے تھے۔ انکو کہا کہ اگر تم نے حضرت مسیح موعود کا نام یہاں لینا ہے۔ تو میں اور تم ایک چھت کے نیچے بیٹھ کر کام نہیں کر سکتے۔ پھر ایک زمانہ تھا۔ جبکہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود تمام دنیا کے لئے نبی اور رسُول ہو کر آئے تھے۔ جیسا کہ انکی سابقہ تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اب ان کے خیال میں آپ کو نبی اور رسول قرار دینا اسلام کی بیخکنی کرنا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے بڑے زور سے اس بات کو شائع کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو نبی کہنا گویا اسلام کو بیخ وبُن سے اکھیڑنا ہے۔ پھر ایک وقت تھا۔ جبکہ انھیں تمام روئے زمین پر سوائے قادیان کی پاک اور بابرکت سرزمین کے اور کوئی جگہ دار الامان نہ نظر آتی تھی۔ لیکن اب ان کی نگاہ میں قادیان کی بستی پر قہر الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ چنانچہ پیغام میں اُنہوں نے لکھ دیا ہے کہ قادیان پر غضب الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ پھر ایک زمانہ تھا جبکہ ان کے لئے حضرت مسیح موعود کے اہل بیت کی تھوڑی سی توجہ باعث صد فخر و ناز تھی۔ لیکن اب ان کے نزدیک اہل بیت مسیح موعود کو سب و شتم سے یاد کرنا اور ہر طرح سے نقصان و زیان پہنچانا دین اسلام کی بہترین خدمت ہے۔ چنانچہ یہ دو ڈیڑھ سال کا عرصہ اس بات کے لئے شاہد ہے۔ جانتے ہو۔ ان میں اتنا بڑا تغیر کیوں واقعہ ہوا۔ کیا وہ بدل گئے یا زمانہ بدل گیا نہیں نہ وہ بدلے اور نہ زمانہ بدلا۔ مگر ان کے خیالات اور اعتقادات بدل گئے۔ انکے دل اور قلب بدل گئے۔ ان کے دلوں سے مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور الفت نکلکر غیروں کی محبت آ گئی۔ ان کے وہ اعتقادات جن کی وجہ سے انہیں قادیان دار الامان اور اہل بیت مسیح موعود تمام پیاروں سے پیارے معلوم ہوتے تھے۔ وہ اور طرف مائل ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جس راہ پر چل رہے تھے۔ اسکو چھوڑ کر دوسری طرف چل پڑے یعنی اپنوں سے دور ہوتے گئے۔ اور غیروں سے ملنے کے لئے آگے بڑھتے گئے۔ انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی ایسی بات کے کرنے سے احتراز نہ کیا۔ جو ان کے محبوبان نو کی خوشنودیٔ مزاج حاصل کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتی تھی۔ غیر چاہتے تھے کہ یہ مرزا صاحب کا نام نہ لیں انہوں نے بڑی فراخ دلی سے مان لیا کہ ہاں نہیں لیا جائیگا۔ غیر چاہتے تھے کہ یہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان کے قائم کردہ مرکز سے کٹ جائیں۔ انہوں نے بغیر کسی حیل و حجت کے قبول کر لیا۔ اور صرف اپنے تعلق کو ہی قطع نہ کیا۔ بلکہ اس مرکز کو برباد کرنے کے لئے بھی ہر ممکن کوشش سے کام لیا۔ تا ان کے مطالبہ سے بھی بڑھ کر یہ اپنی کارگذاری دکھائیں۔ اور انکی نگاہ لطف میں خاص قدر و منزلت پائیں۔ آخر انکی یہ جد و جہد ایک حد تک ٹھکانے لگی۔ اور ایک خاص گروہ کی طرف سے انہیں یہ سرٹیفکیٹ مل گیا جسے ہم جلی قلم سے یہاں درج کرتے ہیں:۔

"خواجہ کمال الدین یا مولوی محمد علی کے خلاف ہمارے خیال میں اظہار غصہ کی زیادہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اب ہم سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں اور ان کے دل بتدریج حق کی جانب لوٹ رہے ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ لوگ بہت جلد صراط مستقیم کی طرف رجوع کر کے ہم سے آ ملینگے لہٰذا انسب ہے کہ اِن سے تالیف قلوب و ملاطفت کا سلوک روا رکھا جائے" اخبار رسالت مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۶ء

اس سرٹیفکیٹ کو حاصل کر کے اُنھوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہم اپنے دیرینہ مقصد اور مدعا میں جسکے لئے ہمنے بہت بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ کامیاب ہو گئے۔ کیونکہ ہماری نسبت غیروں کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ انکے متعلق "اظہار غصہ کی زیادہ ضرورت نہیں" اِسکے علاوہ یہ بھی مشتہر کیا جاتا ہے کہ "اِن سے تالیف قلوب و ملاطفت کا سلوک روا رکھا جائے"۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ صرف اس گروہ کی طرف سے اظہار ہمدردی ہے جو تمہارے داؤ پیچ میں پھنس گیا ہے۔ ورنہ عام طور پر تمہاری نسبت یہ اعلان ہو رہا ہے کہ "یہ خیال محض غلط ہے کہ وہ (مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب) راہ راست پر آ رہے ہیں۔ بلکہ اب زوروں میں لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا رہے ہیں"۔ یہ ان کی گہری پالیسی اور بھاری ڈپلومیسی ہے کہ جب جیسا موقع دیکھا ویسا عقیدہ بیان کر دیا۔ ورنہ حقیقت میں یہ بادی پھیلا رہے ہیں"۔ رسالت ۷ ار جنوری ۱۶ء

ان خیالات کو پڑھ کر انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ خود غلط بُود آنچہ ما پنداشتیم۔ یعنی جن اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھ کر ہمنے حضرت مسیح موعودؑ سے آپکے قائم کردہ مرکز سے آپکے اہل بیت سے آپ کی جماعت سے۔ آپکے مقرر کردہ کاروبار سے

قطع کیا تھا۔ انکو ہم حاصل نہیں کر سکے۔ اس لئے اب ہم نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اپنوں کو ہمنے اسلئے چھوڑا تھا کہ غیروں سے ملیں لیکن اپنے چھٹ گئے اور غیر نہ ملے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر خیر ہمنے اسلئے ترک کیا تھا کہ ہمارا اپنا ذکر بلند ہو۔ لیکن نہ ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے درجہ کو ہم نے اسلئے گھٹایا اور بہت گھٹایا تھا کہ ہمیں اپنے مقاصد میں کامیابی ہو۔ لیکن نہ ہوئی ؞

یہاں لوگوں کی حالت ظاہرہ کا ہمنے ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا ہے۔ جس پر ہر ایک اہل بینش کو غور کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ انہوں نے جب خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت کی بے قدری کی۔ تو انہیں کیا حاصل ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ انہیں ایک سلک میں منسلک کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اسکو پسند نہ کیا۔ اور کسی اور جمعیت کی تلاش میں نکلے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک ایسی مضبوط اور پائدار چٹان پر کھڑا کیا تھا کہ جس سے کوئی قوی سے قوی دشمن بھی انہیں ہٹا نہ سکتا تھا۔ لیکن وہ ان کے پسند خاطر نہ ہوئی۔ اس لئے اپنے کمزور ہاتھوں اور ناتواں دلوں کے ساتھ کسی اور پائداری کی کوشش کرنے لگے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان سے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت جاتی رہی۔ اور اپنے من کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی انسانی ناکامی اور نامرادی کا کوئی عبرت بخش پہلو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان مدتوں کا اندوختہ ایک امید پر صرف کر دے مگر اسے کچھ ہاتھ نہ آئے۔ اور کیا اس کے مصداق غیر مبائع اصحاب کے لیڈر نہیں ہوئے۔ ضرور ہوئے ہیں پس ہم ان لوگوں سے گذارش کرتے ہیں جو اس وقت تک ان کا ساتھ صرف اسلئے دے رہے ہیں کہ جس راہ پر یہ چل رہے ہیں وہ درست اور صحیح ہے کہ آپ لوگ انکی حالت پر غور کریں۔ اور جو کچھ انہیں پیش آ رہا ہے۔ اسکو دیکھیں۔ اور اپنی عقل اور سمجھ کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کریں کہ کیا صراط مستقیم پر چلنے والوں کی یہی درگت ہوا کرتی ہے اور سیدھی راہ پر چلنے والے اسی طرح ناکام ہوتے ہیں مبارک ہے وہ انسان جو انکے واقعات سے سبق حاصل کرے اور ان کے پیچھے چلنے سے باز رہے۔ اور قابل ستائش ہے وہ مرد جو اپنے ناصح مشفق کی آواز پر لبیک کہے۔ اور اس راہ کو چھوڑ دے جو نہ ادھر کا رہنے دے نہ اُدھر کا ؞

دُنیا میں نبی کب مبعوث ہوتا ہے؟

اخبار زمیندار نے اپنے پیغمبر نمبر میں مولوی ظفر علی صاحب سابق ایڈیٹر اخبار زمیندار کا ایک پرانا مضمون نقل کیا ہے۔ جو آج سے بہت پہلے "دکن ریویو" میں شائع ہو چکا ہے۔ اسکے فقرات ذیل قابل غور ہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ "سنت اللہ میں جو ابتدائے آفرینش سے آج تک تبدیل نہیں ہوئی یہ قاعدہ داخل ہے کہ جب دنیا میں جرائم و معاصی بڑھ جاتے ہیں۔ شقاوت و خباثت خیر و سعادت کی جگہ لے لیتی ہے۔ لوگوں کے دلوں پر گناہ کی ظلمت چھا جاتی ہے تو خدا کی حرکت کو غیرت ہوتی ہے اسکے رحم کے ناپیدا کنار دریا میں تموج برپا ہوتا ہے۔ اور وہ شریر مگر ضعیف بندوں کو بدی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے انہیں میں سے ایک شخص کو اپنی طرف سے اس خدمت پر مامور کرتا ہے کہ انہیں راہ راست پر لائے"۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس زمانہ میں بروئے عالم پر شقاوت و خباثت نے اپنا دامن پھیلا ہوا تھا یا نہیں۔ لوگوں کے دلوں پر گناہوں اور بدیوں نے قبضہ کیا ہوا تھا یا نہیں؟ مخلوق خدا راہ راست کو بھلا چکی تھی یا نہیں؟ کوئی شخص بھی ان باتوں سے انکار نہیں کر سکتا اسلئے ہم کہتے ہیں کہ کیا جب اسوقت وہ سب کچھ موجود تھا جو ازمنۂ ماضیہ میں خدا تعالیٰ کی حرکت کو غیرت میں لاکر اور اسکے رحم کے دریائے ناپیدا کنار میں تموج برپا کر کے ایک ایسے انسان کو کھڑا کر سکتا تھا جو لوگوں کو بدیوں اور برائیوں کے گڑھے سے نکالے تو کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا نے کسی ایسے انسان کو مامور نہ کیا جو اس سنت اللہ کو پورا کرتا جو ابتدائے آفرینش سے آج تک تبدیل نہیں ہوئی۔ لیکن خدا کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوئی چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس تیرہ و تار زمانہ میں بھی اپنے ایک برگزیدہ انسان کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ وہ گم گشتگان راہ ہدیٰ کو راہ راست پر لائے۔ اور بڑے پُر شوکت الفاظ میں اس کی نسبت اطلاع دی کہ "دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ دنیا نے یہ تو دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس مامور کے منوانے کے لئے عالم شہود پر کیا کیا ظاہر کیا۔ لیکن افسوس انہیں جنہوں نے دیکھتے ہوئے نہ دیکھا۔ اور سنتے ہوئے نہ سنا وہ تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ جو ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک تبدیل نہیں ہوئی کہ جب دنیا میں گمراہی اور ضلالت پھیل جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کسی مامور کو بھیجتا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں وہ سب باتیں موجود ہیں جو کسی نبی کے آنے کی متقاضی ہوتی ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے عظیم الشان فضل و کرم کے ماتحت انکی ہدایت اور راہنمائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجتا ہے۔ اور آپ کی صداقت کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کرتا ہے تو یہی لوگ مخالفت پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ اور اپنی باتوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ کاش! یہ اپنے اقوال پر ہی نظر کرتے ؞

مشن کالجوں کی غرض

اس زمانہ میں ہر ایک آسودہ اور ضروریات زمانہ سے واقف اہل مذاہب لوگوں نے اپنے اپنے کالج اور سکول جاری کئے ہوئے ہیں جن کی ایک تو یہ غرض ہے کہ اپنی قوم کو علمی دوڑ میں آگے نکال لیجائیں اور دوسرے یہ کہ دیگر مذاہب کے طالب علموں کو جس طرح بھی ہو اپنے مذہب میں داخل کریں۔ اس سعی میں سب سے بڑھ کر عیسائی صاحبان مصروف ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جگہ جگہ مشن سکول کھولے ہوئے ہیں اور بہت سے کالج بھی جاری کئے ہوئے ہیں۔ جن میں دیگر مذاہب کے لوگ کئی ایک آسانیوں کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کرا دیتے ہیں۔ مگر ان میں سے بعض عیسائیت سے مُتاثر ہو کر ان کے نہیں رہتے۔ بلکہ عیسائیوں ہی کے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اہل کالج کی طرف سے انکو تبلیغ عیسائیت کرنے کی خاص کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے تو یہ بات پوشیدہ ہی رکھی جاتی تھی۔ لیکن اب آگرہ میں ایک انگریز مسٹر ڈیوس نے لیکچر دیتے ہوئے کہا ہے کہ "عیسائی کالج بنانے سے ہماری غرض یہ نہیں کہ لوگوں کو تعلیم دیجائے بلکہ اس کی اصلی غرض اور ٹھیک مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کو ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک عیسائی بنایا جائے"۔

اب ان لوگوں کو جو بعض آسانیوں کی وجہ سے اپنے بچوں کو مشن سکولوں یا مشن کالجوں میں داخل کراتے ہیں محتاط ہو جانا چاہیئے گو اس بات سے وہ پہلے بھی واقف ہوں گے۔ لیکن اب جبکہ علی الاعلان ان کو کہدیا گیا کہ تمہارے بچوں کو ہم تعلیم دینے کی غرض سے اپنے سکولوں میں داخل نہیں کرتے۔ بلکہ عیسائی بنانے کے لئے۔ کہتے ہیں تو پھر ان کے کالجوں میں لڑکوں کو بھیجنا گویا انہیں خود عیسائی بنانا ہے ؞

بزرگانِ ملت کی تقریریں

جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر

جلسہ سالانہ کے ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے علاوہ جن بزرگانِ قوم نے تقریریں فرمائی تھیں۔ اُن کو ہم نے اختصار کے ساتھ شایع کرنا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ اِسطرح تقریر کا اصل لُطف اور مزا ناظرین کرام کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور مقرر صاحب کے منشا اور مطلب کے سمجھنے میں بھی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یہی وجہ ہوئی۔ کہ اس وقت تک ہم ان تقریروں کو ہدیہ ناظرین نہیں کر سکے۔ آج کے اخبار میں جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر ان کی نظرثانی کے بعد شائع کی جاتی ہے جو اُمید ہے کہ بہت ہی دلچسپی سے پڑھی جائیگی اور بہت مفید ثابت ہوگی۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

آپنے ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء کو اپنی پُر معارف و حقایق تقریر اس موضوع پر شروع فرمائی۔ کہ **احمدی قوم کا نصب العین** کیا ہونا چاہیئے۔ آپنے سُورہ جمعہ کی یہ آیات تلاوت کیں:۔

یسبح للہ مافی السموات ومافی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ۶۲۔ آتاہم

اور فرمایا کہ میرا جو مضمون رکھا گیا ہے وہ اکثر احباب نے سُن لیا ہوگا۔ یا پروگرام میں پڑھ لیا ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ احمدی قوم کا نصب العین کیا ہے۔ اور وہ کونسا اصل مقصود اور مدعا ہے۔ جو ہر حالت ہر عمر ہر وقت میں ہر ایک احمدی کے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان۔ بچہ ہو یا عمر رسیدہ۔ مرد ہو یا عورت پیش نظر ہونا چاہیئے۔ اور جو کام بھی وہ کرے وہی بات اس کے مدنظر رہے۔ ایک تو یہ بات میں بتاؤں گا۔ اور دوسری یہ بھی بتاؤں گا کہ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جب کوئی قوم قدم اُٹھاتی ہے تو اس کے راستہ میں کچھ روکیں اور دقتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کے دُور کرنے اور ان میں سے کامیابی کے ساتھ گذرنے کا کیا طریق ہے احمدی قوم کی راہ میں اپنا نصب العین حاصل کرتے ہوئے کیا کیا خطرات ہیں:۔

پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ ہر ایک نبی دُنیا میں ایک شان لیکر آیا کرتا ہے۔ اور اس نبی کو قبول کرنیوالی قوم جب اس کی شان اور قدر کو معلوم کر لیتی ہے۔ تو اسی کے مطابق اپنا نصب العین قرار دے لیتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم احمدی اپنا نصب العین معلوم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی شان اور آپ کی آمد کی غرض اور غایت کو معلوم کر لیں تو اپنے نصب العین کا پانا یا معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہ جاتا۔ اِسلئے ضروری ہے کہ پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان آپ لوگوں کو بتاؤں۔ اس سے آپ خود نصب العین معلوم کر لینگے۔

کسی بات کا دوبارہ بیان کرنا ٹھیک نہیں سمجھا جاتا۔ اِس لئے شاید بعض لوگوں کو ناگوار گذرے کہ گذشتہ جلسہ پر بھی مینے یہی آیات پڑھ کر کچھ بیان کیا تھا۔ اور اب بھی یہی پڑھی ہیں۔ لیکن ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ پہلے ان آیات کو پڑھکر مجھے یہ بتانا منظور تھا۔ کہ جب مسیح موعود علیہ السلام کی یہ شان ہے تو ان کے قبول نہ کرنے والوں کو کیا کچھ نقصان ہوگا اور اب یہ بتانا ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا ہے۔ انہیں کیا کرنا چاہیئے؟ اور ان کا کیا فرض ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آیات کو اپنی تائید میں بھی پیش کیا ہے۔ لیکن ہر ایک بات کا پیش کرنا وقت کے لحاظ سے ہوتا ہے اِس لئے حضرت مسیح موعود نے جو ان آیات کو پیش کیا۔ وہ اس وقت کے لحاظ سے اور اُس کے مطابق تھا۔ اور اب میں جس غرض کے لئے پیش کر رہا ہوں وہ اپنے وقت کے لحاظ سے ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم۔ اللہ وہ ہے جس نے اُمیوں میں انہی میں سے رسُول بھیجا۔ یہاں جس رسُول کی نسبت ذکر ہے۔ اُسکی نسبت سب علماء متفق طور پر یہ مانتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس بات میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ اس رسُول کے خدا تعالیٰ نے یہاں چار کام بتلائے ہیں۔ اوّل یہ کہ یتلوا علیھم اٰیتہٖ۔ اُمیوں کو خدا تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سُنائے۔ ... ... دوسرا کام یہ ہے کہ یزکیھم جن گندوں اور بُرائیوں میں وہ پھنسے ہوئے تھے۔ ان سے پاک کرے۔ تیسرا کام یہ کہ یعلمھم الکتٰب۔ ان کو کتاب بھی سکھلائے۔ چوتھا یہ کہ والحکمۃ۔ یعنی حکمت بھی سکھائے ان چار کاموں کے بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ مفسرین اس کی تفسیر یوں کیا کرتے ہیں کہ واؤ جو عطف کے لئے ہے۔ اور یہاں پر اسکی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اس نے آخرین کا عطف الامیین پر کیا ہے۔ کہ اللہ وہ ہے جس نے اُمیوں میں سے ہی اُن میں رسُول بھیجا اور وہ بھیجیگا۔ اس کو آخرین میں بھی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ھُم کی ضمیر پر اس کا عطف کیا ہے۔ اور اب معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ رُسول جو امیوں میں بھیجا گیا۔ اسکے یہ چار کام ہیں۔ اور اس کا یہ بھی کام ہے کہ اٰخرین منھم۔ وہ آخرین کو بھی یہی باتیں سکھائے۔ پس جو بھی معنے کئے جاتے ہیں۔ ان دو صورتوں کے سوا نہ کسی نے اور کوئی معنے بیان کئے ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اِس لئے اِس آیت کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اُمیوں میں مبعوث ہوئے تھے۔ وہ دوسری دفعہ بھی مبعوث ہوں گے یعنی آپ کی ایک اور بعثت ہو گی۔ یہ ایک ظاہر بات ہے ..... کہ بعض انبیاء کی دو بعثتیں ہوا کرتی ہیں جیسا کہ ایلیا نبی کی دوسری بعثت کے متعلق انجیل میں لکھا ہے۔ پھر حضرت مسیح کی دوسری بعثت کا بیان ہے تو جسطرح ان دو نبیوں کی دوسری بعثت کا ذکر ہے۔ اِسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں اس آیت سے ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن اب ہم ایک طرف یہ دیکھتے ہیں کہ ایک نبی جو فوت ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ بات قرآن شریف کے صریح خلاف ہے۔ اِس لئے سوال ہو سکتا ہے کہ پھر دوسری بعثت کے کیا معنے ہوئے جبکہ ایک نبی دوسری دفعہ نہیں آسکتا۔ اور دوسری بعثت اسکے دوبارہ آنے کو ہی کہتے ہیں۔ تو پھر اس کا کیا مطلب ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہوگی۔ اِسکے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کے وہی معنی ہیں جو ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے کے حضرت مسیح نے کئے ہیں کہ وہ ایلیاہ جس کے آسمان سے اُترنے کا تمھیں انتظار ہے وہ یہی یحییٰ ذکریا کا بیٹا ہے۔

حضرت یحییٰ اسی دُنیا میں پیدا ہوئے۔ اسی میں جوان ہوئے۔ اسی

میں ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے یہی کہا کہ یہ ایلیاہ نبی کا دوبارہ آنا یا اسکی بعثت ثانیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کا دوبارہ آنا بھی اسی طرح کا ہے۔ جس طرح کہ انہوں نے ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق خود فیصلہ کیا ہے۔ اور جبکہ انہوں نے آپ دوبارہ آنے کے یہ معنے کئے ہیں اُسی کا کوئی بروز یا مثیل دوبارہ آتا ہے۔ اور اب ان کے کوئی بروز اور مثیل ہی آنا چاہیئے۔ اور اگر ان کے یہ معنے صحیح نہیں ہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہود جنہوں نے حضرت مسیح کو قبول نہ کیا۔ وہ حق پر ہیں۔ کیونکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ مسیح نے ایلیاہ کے دوبارہ آنے کے جو معنے کئے ہیں وہ غلط ہیں۔ درست معنے یہ ہیں کہ ایلیاہ ہی دوبارہ آئینگے۔ لیکن حضرت مسیح خدا تعالےٰ کے سچے نبی تھے۔ اسلئے جو معنی انہوں نے کئے وہی درست اور صحیح ہیں۔ پس جبکہ حضرت مسیح نے دوسرے نبی کی بعثت ثانیہ کے یہ معنے کئے ہیں تو خود انکی بعثت ثانیہ کے کیوں نہ یہی معنے کئے جائیں۔

اس آیت کے دو معنے جو پہلے علمائے اسلام کے کئے ہوئے بیان کئے ہیں۔ ان کے مطابق مسلمان یہ مراد نہیں لیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی دوبارہ دنیا میں مبعوث ہونگے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا بروز آئے گا۔ اور یہی بات درست بھی ہے۔ لیکن چونکہ ہر ایک زبان میں یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اگر کسی کو کسی سے معمولی اور تھوڑی سی مشابہت ہو تو کہتے ہیں کہ یہ فلاں جیسا ہے۔ لیکن اگر پوری اور تمام مشابہت ہو تو یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں ہی ہے۔ مثلاً اگر زید میں جب کمال شجاعت پائی جائے۔ اور اسکے کمال کا اظہار ہو تو یہ نہیں کہتے کہ زید شیر جیسا ہے بلکہ یہ کہتے ہیں زید شیر ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت ہے۔ اس لئے اس کمال کے اظہار کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ کوئی محمد رسول اللہ جیسا رسول یا شخص آئیگا بلکہ یہ فرمایا کہ وہی رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آئے

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور آپ دوبارہ نہیں آسکتے۔ بلکہ آپ کا بروز آئے گا تو بروز کیا ہوتا ہے؟ کیا بروز اس کو تو نہیں کہتے کہ جو انسان کا سایہ ہوتا ہے۔ جو پاخانہ پر بھی پڑتا ہے اور پیشاب پر بھی جس پر پاؤں بھی رکھے جاتے ہیں۔ اور نعوذ کا بھی جاتا ہے۔ یا بروز اس طرح ہوتا ہے جس طرح تناسخ والے کہتے ہیں۔ کہ روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں آجاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اس کے خلاف ہے اس کی توضیح و تفسیر ہم قرآن مجید سے بتائینگے۔ لیکن اس سے پہلے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جیسی کہ یہ شان ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہیں۔ اور آپ کے بروز اور مثیل ہیں۔ ایسی ہی آپ کی یہ بھی شان ہے کہ آپ سب انبیاء کے ہی بروز اور مثیل ہیں کیونکہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب انبیاء کے زمانوں پر حاوی ہے۔ اسی طرح آپ کے کمالات بھی سب انبیاء کے کمالوں پر حاوی ہیں۔ اور سب انبیا کی خوبیاں آپ میں ہیں۔ پس جو شخص آپکا مثیل اور بروز ہوگا اس میں بھی وہ تمام کمال ہونگے۔ جو پہلے نبیوں میں تھے۔ پس آنحضرت کے بروز ہونے سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب انبیاء کے بھی بروز ہیں۔ لیکن میں اس پر کفایت نہیں کرتا۔ بلکہ مفصل بھی قرآن مجید سے بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود سب انبیاء کے بروز تھے۔

واذالرسل اقتت کے معنی

قرآن شریف میں آیا ہے

واذالرسل اقتت اس کے معنے ہیں اور جب سب رسول ایک وقت میں لائے جائینگے۔ اس کے متعلق مفسرین کہتے ہیں کہ کبھی ایک زمانہ میں تو تمام رسول جمع نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ہاں وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن رسول جمع ہونگے۔ لیکن ان معنوں کو اگلی آیت غلط قرار دیتی ہے۔

قرآن شریف کا کمال

قرآن شریف کی یہ ایک بڑی خصوصیت ہے۔ کہ ان تمام غلط اعتراضوں کو جو کسی آیت پر وارد ہو سکتے ہوں ساتھ ہی رد کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک عالم الغیب ہستی کا کلام ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک انسان کو بھی جب یہ خیال آتا ہے کہ میری فلاں بات پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ تو وہ حتی الوسع اس کو دور کرنے کی کوشش اور سعی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اور ہر ایک ہونیوالی بات کو جانتا ہے۔ جب اس کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ فلاں آیت پر یہ اعتراض کیا جائیگا۔ تو وہ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ گندہ دہن لوگ اعتراض کریں۔ اور وہ اس کا پہلے ہی جواب نہ رکھدے ضرور ہر ایک بات کا ساتھ ہی جواب ہوتا ہے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ جس قدر غلط معنی اور اعتراض قرآن شریف پر کئے گئے ہیں یا کئے جا سکتے ہیں۔ ان کا جواب اسی آیت کے ارد گرد ضرور ہوتا ہے جس پر کہ وہ اعتراض کیا گیا ہو۔ اسی قاعدہ کے مطابق میں بتاتا ہوں۔ کہ مفسرین نے جو اس آیت کو قیامت کے متعلق بیان کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لای یوم اجلت کس دن کے لئے ان کو اکٹھا کیا جائیگا۔ آگے فرمایا لیوم الفصل فیصلہ کے دن کے لئے۔ وہ فیصلہ کا دن کب ہوگا۔ کیا قیامت کے دن ہوگا۔ نہیں۔ وہ یہ ہوگا ویل یومئذ للمکذبین۔ الم نہلک الاولین ثم نتبعھم الاخرین۔ اس دن ہلاکت ہے رسولوں کے جھٹلانے والوں کے لئے۔ کیا ہم نے ایسے ہی پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا۔ اور پھر انکے بعد والوں کو انہیں کے پیچھے چلا کر ہلاک نہیں کیا۔ کیا ہے۔ کیونکہ۔ کذالک نفعل بالمجرمین۔ پس اب بھی جب رسول آئیں گے تو جس طرح پہلوں کو رسولوں کے انکار کی وجہ عذاب دیا ہے اسی طرح ان کے انکار کرنیوالوں کو دینگے۔ یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے۔ کہ یہ قیامت کے متعلق نہیں ہے اس کے معنے حضرت مسیح موعود نے یہ کئے ہیں۔ کہ ایک ایسا انسان آئیگا۔ جو تمام نبیوں کی صفات اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اسی آیۂ کریمہ کے مطابق خداوند تعالیٰ نے اپنے مسیح پر یہ الہام نازل فرمایا ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہوگا۔ اس الہام کے معنے حضرت مسیح موعود نے لغت کے رو سے یہ کئے ہیں۔ کہ اللہ کا نبی سب انبیاء کے حلہ میں۔ تو اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء کی آمد ثانی ہے پھر مندرجہ بالا الہام بتاتا ہے۔ کہ آپ سب انبیاء کے بروز ہیں۔ لیکن آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کا بروز ہونا خاص طور پر اور علیحدہ آپ ایک خاص ضرورت کی وجہ اور آپ کا کام بتانے کے واسطے ذکر فرمایا ہے۔

اب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود تمام گذشتہ انبیاء کے بروز ہیں۔ لیکن اب میں قرآن شریف سے آپ کا حضرت مسیح کا

خاص طور پر بروز ہونا بتاتا ہوں ؛

انسانوں نے کس طرح خدا ہونیکا دعویٰ کیا

گو وہ آیت آگے ہے جس سے ...... حضرت مسیح موعود بروز ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن میں اس آیت کے ربط کے لئے چند آیتیں اس سے پہلے کی پڑھتا ہوں۔ سورہ زخرف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ونادیٰ فرعون فی قومہ قال یٰقوم الیس لی ملک مصر وھٰذہ الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من ھٰذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب او جاء معہ الملٰئکۃ مقترنین فاستخف قومہ فاطاعوہ انھم کانوا قوما فٰسقین فلما اٰسفونا انتقمنا منھم فاغرقنٰھم اجمعین فجعلنٰھم سلفا ومثلا للاٰخرین ۔ یہاں اس فرعون کا ذکر ہے جو اپنے آپکو انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا۔ آپ لوگ آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی انسانی دماغ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہو۔ کھاتا پیتا جاگتا روتا چلاتا رہا ہو۔ ہر وقت دوسروں کا محتاج ہو۔ اس کو رب بنایا جائے۔ اور یہ بھی کسی دماغ میں نہیں آسکتا کہ وہ خود بھی ایسا دعویٰ کرے۔ کہ میں تمہارا رب ہوں۔ اللہ ہوں لیکن آپ لوگ جانتے ہیں۔ فرعون نے یہ کہا ہے۔ اور وہ ایک بڑے ملک کا بادشاہ تھا۔ اس لئے کچھ نہ کچھ عقل اور سمجھ تو اس میں بھی ہوگی۔ پھر اس نے یہ کیوں کہا۔ اور وہ اپنی قوم کے سامنے کس طرح یہ بات پیش کر سکتا تھا۔ کہ میں چونکہ تمہارا بادشاہ ہوں۔ مصر کا ملک میری مملکت ہے جس میں نہریں بہتی ہیں۔ اس لئے تم مجھے خدا مان لو۔ مانا کہ دنیا میں بہت سی قومیں ایسی ہیں۔ جو نادان اور کمزور انسانوں کو خدا سمجھتی ہیں۔ جیسے ہندو۔ رام کو اور عیسائی مسیح کو۔ لیکن انکو وہ خدا ماننے کے لئے کبھی تیار نہ ہوتے جب تک کہ اس بات کے قبول کرنے کے لئے ان کے سامنے کوئی تمہیدی اصل بیان نہ کی جاتی۔ ہندوؤں نے تو اس لئے انسانوں کو خدا مانا۔ کہ انکا عقیدہ ہے۔ کہ جب کوئی انسان با خدا ہو جاتا ہے۔ تو خدا خود اس میں حلول کر آتا ہے۔ یعنی اس انسان میں خدا کی طاقتیں آجاتی ہیں۔ اور یہ دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے پاس کوئی حکومت وغیرہ نہیں ہوتی۔ ان کو سادہ اور سنت کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو صاحب حکومت بھی ہوتے ہیں۔ انکو خدا کا اوتار کہا جاتا ہے۔ پھر اوتار سے خدا ہی بن جاتے ہیں۔ اسی طرح یونانیوں میں اقانیم ثلاثہ کا مسئلہ تھا جس نے عیسائیوں میں آکر انہیں تثلیث کا قائل کر دیا۔ یہ بات میں نے اس لئے بتائی ہے۔ کہ فرعون جو ایک بڑی حکومت کا بادشاہ تھا۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے خدا پیش کر سکتا تھا۔ جب تک کوئی اصل ان کے لوگوں کے سامنے انسان کے خدا ہو جانے کی نہ ہوتی۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں بھی ہندوؤں کی طرح اوتار ہونے کا مسئلہ رائج تھا چنانچہ یہاں پر خدا تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا۔ کہ کیا میرے لئے حکومت مصر نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے نیچے نہیں بہتیں میں نے ایک تاریخ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ فرعون اپنے ملک کے لوگوں میں بڑا با خدا اور متقی سمجھا جاتا تھا اور بادشاہ بننے سے پہلے بہت سے لوگ اس کی بیعت میں داخل تھے۔ جب اس کو حکومت مل گئی۔ تو اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس کی قوم میں چونکہ خدا کے اوتار ہونے کا اعتقاد تھا۔ اس لئے انہوں نے اس اعتقاد کے لحاظ فرعون کو خدا مان لیا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ جب انہوں نے ایسا کیا تو ہم نے انکو غرق کر دیا۔ یہ اس کے خدا ہونے کی تردید میں فرمایا۔ فرمایا۔ کہ اگر کسی انسان میں خدا اپنے سارے کمالات کے ساتھ اترتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ انسان خدا کی طرح قادر مطلق اور عالم الغیب بھی ہو اور اگر سارے کمالات کے ساتھ نہیں اترتا۔ تو پھر وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا جس کو خدا کا اوتار سمجھکر خدا بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کسی انسان میں سارے اوصاف کے ساتھ اترتا ہے تو چاہیے کہ وہ انسان تمام خدائی اوصاف بھی دکھائے لیکن دیکھو فرعون کو ہم نے غرق کر دیا۔ لیکن وہ کچھ نہ کر سکا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اوتار کے مسئلہ کی تردید فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی مشرکین کی بت پرستی کی اصل کو بھی اکھیڑ دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جن ٹھاکروں کو ہم پوجتے ہیں۔ ان میں خدا اترتا ہے۔ لیکن جب خدا کا کسی چیز پر اس طرح اترنا کہ تمام اوصاف اسمیں آجائیں۔ باطل ہو گیا۔ تو بت پرستوں کا عقیدہ بھی باطل ہو گیا ؛

حضرت مسیح موعود کا بروز مسیح ہونا قرآن سے

اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقالوا ءاٰلھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلنٰہ مثلا لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھٰذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ۔ اور جب بیان کیا جاتا ہے۔ ابن مریم کو مثیل کے طور پر یعنی جب ابن مریم کے مثیل کا بیان ہوتا ہے۔ تو تیری قوم اس سے بڑی خوش ہوتی ہے۔ کیونکہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ بتاؤ کہ ہمارے معبود جو خدا کے اوتار ہیں۔ ان کو تو تم نہیں مانتے۔ لیکن مسیح جو انسان ہے اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک نبی ہے۔ اس کے بروز کو تم مانتے ہو کیا خدا کے بروز یعنی اوتار اچھے ہیں یا انسان کے بروز خدا تعالیٰ نے ان کے اس کہنے کا فیصلہ فرما دیا ہے اور بروز کے معنی بتائے ہیں۔ آپ لوگ توجہ اور غور سے سن لیں۔ آج کل بد قسمتی سے ہم سے علیحدہ ہونے والے کچھ لوگ وہی اعتراض ہم پر کرتے ہیں۔ جو مخالف کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی کتب سے واقف نہیں ان کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو ظلی اور بروزی ثابت کریں۔ کیونکہ ان کے خیال میں جب آپ کی نبوت بروزی ثابت ہو گئی۔ تو گویا ایسی ہوئی۔ جو کسی کام کی نہ ہوئی۔ لیکن میں بتاتا ہوں۔ کہ بروز کے کیا معنے ہیں۔ کیا اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ جس کے متعلق یہ لفظ

آئے۔ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ یا کوئی اعلیٰ اور عمدہ چیز ہوتا ۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے فرعون کے خدا ہونے کی تردید کی ہے۔ اور اوتار کے مسئلہ کی جڑھ کو کاٹا ہے۔ اور مشرکین کے اعتراض کو پیش کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے معبودوں کو مسلمان نہیں مانتے حالانکہ وہ خدا کے بروز ہیں۔ لیکن مسیح جو ایک انسان ہے۔ اس کے بروز کو مانتے ہیں۔ اور اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہے۔ فرمایا ان ھو الا عبد انعمنا علیه وجعلنا مثلاً لبنی اسرائیل۔ وہ مثیل مسیح کون ہے۔ وہ نہیں ہے۔ مگر بندہ ہے۔ کیا اور بندے نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں۔ مگر ہم نے اس پر انعام کئے اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو مسیح کا نمونہ بنا دیا۔ اس آیت سے حضرت مسیح کے بروز کا پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ بروز مسیح کون ہے ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا۔ انعام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ حکومت کا ملجانا۔ علم و دولت اور شہرت کا حاصل ہو جانا بھی نعمت ہے۔ اور نبوت کا ملنا بھی انعام ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انعمنا علیه کے بعد وجعلنا مثلاً لبنی اسرائیل فرما کر کہ بروز مسیح پر جو انعام کئے وہ وہی ہیں جو کہ مسیح پر کئے گئے تھے۔ کیونکہ وہ نمونہ اور مثیل مسیح تب ہی علے الاطلاق بنے کہ وہ سب انعام اس پر ہوں جو کہ مسیح پر ہوئے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے لئے نمونہ اس طرح بنایا۔ کہ بنی اسرائیل کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو حضرت مسیح کو نعوذ باللہ جھوٹا اور لعنتی کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اسے ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں کی تردید اس طرح کر دی کہ فرمایا مسیح ہمارا ایک پاک بندہ تھا۔ یعنی جھوٹا اور لعنتی نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ ہمارا رسول تھا۔ ابن اللہ نہ تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ اس کا ایک اور نمونہ آئیگا۔ اس کو دیکھ لینا۔ جو کچھ وہ ہوگا وہی پہلا مسیح ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے جو بروز مسیح تھے۔ اشتہار دیدیا۔ کہ کوئی عیسائی ہے۔ جو اس بات کو ثابت کرے۔ کہ حضرت مسیح نے مجھ سے بڑھکر کوئی معجزہ دکھایا ہے۔ اگر کوئی یہ ثابت کر دے۔ کہ حضرت مسیح نے کوئی ایسی کرامت دکھائی ہے۔ جو میں نہیں دکھا سکا۔ تو میں اس کو اتنا انعام دونگا لیکن باوجود اشتہار کے بہت مدت سے شائع ہونے کے کسی عیسائی نے ایسا نہیں کیا لوگ کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ لیکن ہم کہتے ہیں اصل جادو یہ ہے۔ کوئی نام تو لے۔ یہ تو حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں پر حجت تمام کی۔ اور یہودیوں پر اس طرح حجت پوری ہوئی۔ کہ جب مسیح کا بروز اور مثیل ایسا کامیاب اور عظیم الشان ہے تو پھر اصل مسیح کس طرح ویسا ہو سکتا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ تو اس طرح بنی اسرائیل کے ان دونوں گروہوں پر اتمام حجت کیا گیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ بروز مسیح اس لئے کہلائیگا کہ جو کمال ہم نے مسیح میں رکھے ہیں۔ وہی اس میں بھی ہونگے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود میں تمام کے تمام وہی کمالات نہ تھے۔ کیونکہ ایک شخص جو دوسرے کا بروز بنتا ہے۔ تو اس لئے نہیں کہ وہ بھی انسان ہوتا ہے۔ اور یہ بھی انسان۔ بلکہ اس لئے کہ جو کمالات اس میں ہیں۔ وہی اس میں بھی ہیں۔ ان آیات سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ خدا کے کمال کسی انسان یا اور چیز میں نہیں آسکتے۔ ہاں ایک انسان کے کمال دوسرے میں آسکتے ہیں۔ لہذا خداوند تعالیٰ کا کوئی بروز اور اوتار نہیں ہو سکتا لیکن انسان کا بروز ہو سکتا ہے۔ یہ معنی غلط ہیں۔ کہ جس کا کوئی بروز ہو اس کا نمونہ نہ ہو۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے انعمنا علیه الخ بروز وہ ہوتا ہے۔ جس پر وہ سب انعام ہوں۔ جو پہلے پر ہوئے۔ پس اگر پہلا مسیح اپنے اندر نبوت کا کمال رکھتا تھا۔ تو مثیل بھی حقیقۃً یہ کمال ضرور رکھتا ہے اور جو بروز کے کوئی اور معنی کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں اور خدا تعالیٰ کی باتوں کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں۔ بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ من یک قطرہ ز آب زلال محمد ام لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے کہ من فرق بینی و بین المصطفےٰ فما عرفنی وما رائی۔ کہ جو مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔ اس نے نہ مجھے دیکھا۔ اور نہ مجھے پہچانا۔ وہ لوگ جو بروز کے یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ اصل کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ یہ غلط کہتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے ہیں۔ کیونکہ خدا کا مسیح کہتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں نے نہ مجھے دیکھا اور نہ پہچانا

یہ بات بالکل سچی ہے کہ جیسا خدا بے مثل ہے ویسی ہی اس کی بعض چیزیں بھی بے مثل ہیں۔ مثلاً قرآن شریف کو خدا تعالیٰ نے بے مثل کہہ کے بھیجا ہے۔ اور کوئی ایسا کلام نہیں ہے۔ پھر انسانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل بھیجا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ کہ ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ اب کوئی انسان آپ جیسا نہیں ہو سکتا۔ مگر آپ کا جو بروز ہے۔ وہ بھی بے مثل ہے۔ میں نے خدا کے مسیح کے منہ سے خود سنا ہے۔ آپ فرماتے کہ مجھے یاد ہے۔ کہ کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہوگا۔ کہ اس نے مجھے ایک پیسہ بھی دیا ہو۔ اور میں نے اس کیلئے دعا نہ کی ہو۔ میں نے اس کے لئے ضرور دعا کی ہے۔ اب اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ بڑے شاکر ہوتے ہیں۔ اور کسی کے ذرا سے احسان کو بھی ضائع نہیں جانے دیتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا۔ کہ تم میرے دوست ہو۔ اور میرے بھائی بعد میں آنے والے ہیں۔ اس پر صحابہ نے متعجب ہو کر آپ سے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا۔ مگر مجھ پر ایمان لائینگے۔ اگر شریعت کے چالیس حصے ہونگے۔ اور ان میں سے تم لوگ ایک کو بھی کم کروگے تو تم سے باز پرس ہوگی۔ مگر جو بعد میں آنے والے ہونگے۔ وہ چالیس حصوں میں سے ایک کو بھی پورا کرینگے۔ تو نجات پائینگے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔ کہ معلوم نہیں کہ اس کا اول خیر ہے یا آخر۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ ہماری جماعت میں

ایسے آدمی موجود ہیں۔ کہ گذشتہ انبیا کے ساتھ رہنے والے ایسے نہ تھے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بنی اسرائیل کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ ہم نے انہیں ایک بڑا معجزہ دکھایا۔ یعنی صحیح سلامت دریا سے پار اتارا۔ اور ان کے سامنے فرعون کے لشکر کو غرق کیا۔ لیکن وہ اس واقعہ کے متصل ہی جب ایک ایسی قوم پر سے گذرے۔ جو بت پرست تھی۔ اور بت پوج رہی تھی۔ تو کہنے لگے۔ کہ اے موسیٰ ان لوگوں کے تو بہت سے معبود ہیں۔ تو ہمارے لئے ان کے معبودوں جیسا ایک ہی معبود بنا دے۔ تاکہ ہم اس کو پوجیں۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ مبارک دیکھنے والے بھی کبھی کسی بت کے آگے سر رکھ سکتے ہیں۔ یا ان کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ اب شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے۔ کہ جزیرۃ عرب میں اس کی پھر عبادت ہو۔ لیکن حضرت موسیٰ کے ساتھ چلنے اور بڑے بڑے نشان دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی بت بنا دو۔

پھر حضرت موسیٰ کو وہ کہتے ہیں۔ کہ تم اور تمہارا خدا جا کر دشمنوں سے لڑو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو دیکھو۔ کہ انہوں نے کس طرح آپ کیلئے اپنی جانوں کو قربان کیا۔ پھر آپکے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک غلام کو دیکھو۔ کہ کس طرح کابل میں قتل کیا گیا۔ اب میں کہتا ہوں۔ کہ وہ قوم جس کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر محبت اور الفت ہو اور اپنا مال اور جان آپ پر قربان کرتی ہو انکو آنحضرتؐ کی زیارت اور قرب حاصل نہ ہو۔ تو کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ اور آنحضرتؐ کی طبعی شکرگذاری کب ان قربانی کرنیوالوں کو اس نعمت سے محروم رکھنا پسند کرتی یا شکوہ خدا کس طرح ان کو محروم کرتا۔ پس خداوند تعالیٰ آپکو بروزی رنگ میں مبعوث فرما کر ان کو اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ ممتاز فرمایا حضرت مرزا صاحب خواہ ہزار بڑے ہوتے۔ لیکن آپ کی زیارت کسی طرح محمدؐ کی زیارت نہ ہوتی لیکن بروز وہ چیز ہے کہ جس نے آپ کی زیارت اور صحبت کو محمد رسول اللہؐ کی زیارت اور صحبت بنا دیا جیسا کہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم اس کی خبر دیتا ہے۔ پس بروز وہ چیز ہے کہ جس نے ہم میں سے ہی ایک انسان کو اٹھا کر ایسا بنا دیا کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ محمد ہی دوبارہ تم میں آگیا ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا کہ یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے فضل سے بہرور کرتا ہے۔ اب یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا وہ انعامات جو خدا نے حضرت مسیح پر کئے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو بھی مل سکتے ہیں۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولو نشاء لجعلنا ملئکۃ فی الارض یخلفون تم اس بات سے کیوں تعجب کرتے ہو۔ اگر وہی انعام جو ہم نے مسیح پر کئے تھے۔ وہ کے سب امت محمدیہ میں سے ایک فرد پر کر دیں۔ ہم تو وہ قدرت اور طاقت رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے۔ تو تم سے ہی فرشتے بنا دیتے۔ اور کوئی معمولی فرشتے نہیں۔ بلکہ ایسے جو زمین میں مثیل مسیح کی بجا خلافت کرتے۔ پس یہ کوئی انہونی بات نہیں۔ کہ خدا نے جو فضل پہلوں پر کئے۔ وہی بعد میں آنیوالوں پر بھی کرے

مجازی اور ظلی الفاظ کا مطلب

اس طرح غیر مبائعین جو آج کل وہ اعتراض کر رہے ہیں جو غیر احمدی کیا کرتے تھے ایک یہ بات بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی تو تھے لیکن مجازی اور ظلی نبی تھے۔ اور اس بات کو حضرت مسیح موعود کی عدم نبوت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا صریح طور پر دھوکہ دینا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ بعض کتابیں لکھنے والے کچھ علامات مقرر کرتے ہیں۔ اور ان کے خاص معنی قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حدیث کی کتابوں میں اس قسم کی علامات مقرر ہوتی ہیں مثلاً حسن کے اصل معنے اچھے کے ہیں لیکن کتب حدیث میں اس کے کچھ اور ہی معنے ہیں۔ اور پھر ترمذی میں اس کے بالکل اور ہی معنے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے مجازی اور ظلی الفاظ مقرر کئے ہیں لیکن ان کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ آپ نبی نہیں ہیں بلکہ آپ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر بتا دیا ہے کہ میں نے جہاں جہاں نبی ہونے سے انکار کیا ہے اس سے میری یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شریعت لانے والا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر ذات پانیوالا نہیں۔ اور کسی بات سے دو طرح انکار کیا جاتا ہے ایک صراحتاً مثلاً کہہ دیا جائے۔ کہ زید شیر نہیں ہے اور ضمنی طور پر مثلاً کہا جائے کہ زید مجازی شیر ہے۔ مجازی کا لفظ بتا دیگا۔ کہ زید حقیقی شیر نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے نبی ہونے سے بعض جگہ صراحتاً انکار کیا ہے۔ یعنی غیر احمدیوں نے کہا۔ کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے کافر ہوگئے ہیں۔ تو آپ نے کہا۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یہ صریحاً انکار ہے۔ اور بعض جگہ آپنے ضمنی طور پر انکار کیا ہے۔ یعنی فرمایا ہے۔ کہ میں مجازی نبی ہوں۔ لیکن آپنے ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر بتا دیا۔ کہ جہاں جہاں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ خواہ وہ انکار صراحتاً ہو یا ضمناً وہ اس نبوت سے انکار ہے جو آنحضرت صلعم سے الگ ہو کر یا نئی شریعت لا کر ملے۔ پس اب یہ بات صاف ہوگئی کہ جہاں کہیں بھی آپنے یہ فرمایا ہے۔ کہ میں مجازی نبی ہوں۔ یا کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ تو اس کا یہی مطلب ہے کہ کوئی شریعت لانیوالا یا براہ راست آنحضرت صلعم کے بغیر نبی نہیں آسکتا۔ ان دونوں باتوں کے علاوہ کہہ رسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے یہ صاف پتہ لگتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے خدا تعالیٰ کثرت کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ اور کثرت سے اظہار علی الغیب بھی ہوتا ہے لیکن غیر احمدی لوگ اس کو نبوت نہیں کہتے۔ ان کے نزدیک کسی نبی کی نبوت کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کوئی کتاب لائے اور صاحب شریعت ہو۔ اور کسی کی اتباع کی وجہ سے نبی نہ بنے۔ بلکہ براہ راست نبی ہو۔ اور جو کتاب لائے۔ یا براہ راست نبی ہو۔ اسکو نبی نہیں کہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس بات کو مدنظر رکھکر ان کی قرار دادہ نبوت سے انکار کیا ہے۔ لیکن وہ نبوت جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اور سب انبیاء کے نزدیک اور خود حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبوت ہے۔ اس سے آپنے کبھی انکار نہیں کیا۔ آپنے مخالفین کی ایک بات کو مانکر اس کا انکار کیا ہے۔ آپنے اپنے مخاطب لوگوں کے الزام سے بچنے کیلئے کہا ہے۔ کہ جس کو تم حقیقی نبی کہتے ہو میں وہ نہیں ہوں۔ بلکہ تمہاری اصطلاح میں جو مجازی

احمدی جماعت کا نصب العین

اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ احمدی قوم کا نصب العین کیا ہونا چاہیئے اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب حضرت مرزا صاحب تمام انبیاء کے بروز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہوئے تو جو سب نبیوں کی جماعتوں کا نصب العین اور مقصد تھا۔ وہی آپ کی جماعت کا ہوا اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے جامع تھے۔ آپ کا کیا مقصد تھا۔ یہی کہ لیظھرہ علی الدین کلہ۔ کہ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کریں۔ علماء نے اس آیت کی تفسیر میں لکھ دیا ہے کہ اس کام کو آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا تھا۔ لیکن اس کو مکمل امام مہدی آکر کریگا۔ پس جب تم لوگ اس مہدی کی جماعت ہو تو اب تمہارا ہی یہ فرض ہے کہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرو۔ لیکن اس کے غالب کرنے کا یہ طریق نہیں کہ تلوار اور جنگ سے کیا جائے۔ بلکہ قلم کی تلوار سے جو بہت میٹھی ہے۔ اور اپنے اعلےٰ نمونہ سے جو بہت مؤثر ہے۔ لیکن ایک خطرہ کی بات بھی ہے۔ اس سے بھی میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تم اپنے امام کے نمونہ کے بغیر کسی اور کے نمونہ کو ہرگز ہرگز اپنے لئے قابل عمل نہ قرار دینا۔ اور غیر مبائعین کے نمونہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا۔ دیکھو ان لوگوں کی حالت بہت عبرتناک ہے۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ کبھی نماز میں بھی ہمارے امام نہیں بنے۔ میں نے یہ تو دیکھا ہے کہ جناب میر حامد شاہ صاحب امام ہوئے ہیں۔ اور مولوی محمد علی پیچھے کھڑا ہے۔ میں نے یہ تو دیکھا ہے کہ محمد سرور امام ہوا ہے۔ اور مولوی محمد علی پیچھے کھڑا ہے۔ میں نے یہ تو دیکھا ہے کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب آگے کھڑے ہوئے ہیں اور مولوی محمد علی پیچھے کھڑا ہے۔ بلکہ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ مہمانخانہ کا خادم شیخ حامد علی آگے کھڑا ہوا ہے۔ اور مولوی محمد علی پیچھے کھڑا ہے۔ لیکن خدا نے انکو کبھی ہمارے آگے نہیں کھڑا ہونے دیا اور نہ ہم ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور نہ اب ان کے پیچھے چل سکتے ہیں۔ ان لوگوں کا جو طریق عمل ہے۔ اس سے ہمیں بہت بچنا چاہیئے۔ ہمارے پاس اپنے امام کا نمونہ موجود ہے اس لئے ہمیں کسی اور کے نمونہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ تم لوگ اسی کو مضبوط پکڑے رکھنا۔ سرور شاہ نہ اس کا باپ بھی تمہیں وہ کہے جو تمہارے امام کے نمونہ کے خلاف ہو تو تم اس کی بات نہ ماننا۔ اور ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ میں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لودھیانہ میں اشتہار لکھا کہ میں مسیح موعود اور مثیل مسیح ہوں۔ تو مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ جب پہلا مسیح آیا تھا۔ تو موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا تھا۔ اب محمدی مسیح آگیا ہے۔ تو گویا محمدی سلسلہ کا خاتمہ ہو گا۔ میں نے یہ بات حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ اس کو سنکر ہنسے۔ اور فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا۔ اس لئے اسکی اُمت گمراہ ہو گئی۔ اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں اس لئے میری اُمت کے دو حصے ہوں گے۔ ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کرینگے۔ اور یہ تباہ ہو جائینگے۔ دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کرینگے۔ اور یہ قیامت تک رہینگے یہ تو حضرت خلیفہ اول کی زبانی بات ہے۔ لیکن میں نے حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں ایک بات کہی تھی۔ اور اسوقت کہی تھی۔ جبکہ ان لوگوں کا جماعت سے نکلنا کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کی اس بات سے نکالی تھی کہ آپ کو مسیح ابن مریم سے کمال مشابہت ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت مسیح کے واقعہ صلیب کے بعد ایک انجمن بنگئی تھی۔ اور اس انجمن کے لوگوں نے پطرس کے آگے جو کہ حضرت مسیح کے بعد خلیفہ بنا تھا یہ بات پیش کی۔ کہ سب قوموں میں تبلیغ کی جائے۔ لیکن اس نے اس کو سخت ناپسند کیا۔ اور کہا کہ مسیح نے جو بات نہیں کی وہ میں بھی نہیں کروں گا۔ مسیح نے کہا ہے کہ میں کتوں کے آگے موتی نہیں پھینکنا چاہتا۔ پس میں بھی ان موتیوں کو کتوں کے آگے نہیں پھینکتا۔ لکھا ہے کہ چونکہ پطرس کا ان لوگوں پر بہت رُعب تھا۔ اور نیز پطرس ان کو ساتھ ملا رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس وقت یہ بات دب گئی۔ لیکن اُنکے دلوں میں یہ بات کھٹکتی رہی۔ اور وہ اس فکر میں رہے۔ کہ کوئی موقعہ ملے تو اپنی بات کو پورا کریں۔ جب پطرس کے بعد یعقوب خلیفہ ہوا۔ جس کی چھوٹی عمر تھی۔ تو انہوں نے اسکے سامنے بھی یہی بات پیش کی۔ اس نے کہا کہ دیکھو اس کے متعلق پطرس نے کہا تھا کہ جس کو مسیح نے نہیں کیا۔ اس کو میں کسطرح کروں۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ جس کو مسیح اور پطرس نے نہیں کیا۔ اسکو میں کسطرح کر سکتا ہوں۔ اس پر انمیں سے بعض آدمی جو جوشیلے تھے۔ یعقوب سے الگ ہو گئے۔ اور غیر قوموں کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے شریعت کو لعنت کہنے لگے۔ میں نے اسی وقت بعض لوگوں کو سُنا دیا تھا۔ چنانچہ حافظ روشن علی صاحب کو میں نے میرٹھ میں سنایا تھا کہ ہماری جماعت کی دو پارٹیاں ہو جائینگی ایک غیروں میں ملنا چاہے گی وہ تباہ ہو جائے گی۔ اور دوسری کامیاب ہوگی ‡

پس ہمارے لئے دو روکیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو لوگ دوسری قوموں میں ملنے کا ارادہ رکھیں گے۔ ان کا وہی حال ہوگا جو ڈاکٹر عبد الحکیم اور اس کے بھائیوں کا ہوا۔ عبد الحکیم کو جماعت سے خارج کرنے کی یہی وجہ تھی کہ وہ کہتا تھا کہ جو کوئی خدا کی توحید کا قائل ہو وہ مسلمان ہے۔ اور دوسری یہ کہ وہ دوست جو حضرت مسیح موعود کی مہدویت کی ذیل میں ہیں انکو یہ خطرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان میری اُمت سے بُت پرستی کرنے سے ناامید ہو گیا۔ لیکن وہ لوگ جو دنیا کے کتے بن جائینگے۔ ان کو ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کریگا ‡

میرے دوست اس بات کو یاد رکھیں کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی بڑی بن جاتی ہیں۔ چنانچہ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میرے ایک نہایت عزیز تھے جو احمدی بھی تھے۔ لیکن مجھ سے صرف اس لئے ناراض ہو گئے۔ کہ تم نے سید ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے ہاں غیر قوم میں اپنی لڑکی کیوں دی ہے۔ اس رنج کی وجہ سے انہوں نے خلیفہ ثانی کی بیعت نہیں کی اور نہ یہاں آئے۔ یہ ایک چھوٹی سی بات تھی۔ لیکن دیکھو اس نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ پس آپ لوگ آپس کی اس قسم کی باتوں کا خیال رکھیں۔ اور یہ باتیں جو میں نے کہی ہیں اگر اچھی ہیں تو قبول کر لیں۔ ورنہ ان کو یہیں چھوڑ جائیں۔ خدا ہمیشہ ہمارے اور تمہارے ساتھ ہو۔ آمین

اطلاع

بعض احباب کتاب "پیغام مسیح" کے لئے صرف محصولڈاک بھیجکر مُفت طلب کرتے ہیں۔ انھیں مطلع ہونا چاہیئے کہ اسکی قیمت دو پیسے علاوہ محصولڈاک ہے۔ اور دفتر ترقی اسلام سے ملتی ہے ‡ (مینیجر)

ایک احمدی کا استقلال

ہمیں سید عابد علی شاہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرہ ضلع لائل پور کی طرف سے ایک احمدی بھائی کے ساتھ مخالفین کے دردناک سلوک کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس کو پڑھکر ناظرین اس بات کا اندازہ لگا سکیں گے کہ حق اور صداقت کبھی مغلوب نہیں ہوتا بلکہ غالب ہی رہتا ہے۔ خواہ مخالفین صداقت کس قدر ہی زور اور قوت سے کام لیں۔ ہمارے اس بھائی نے اپنی مشکلات میں جس اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس کے لئے وہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اسی طرح صدق و ثبات کی توفیق دے۔ تا مخالفین پر روشن ہو جائے۔ کہ ان کی کوئی طاقت اور کوئی کوشش ہمارے لئے پرکاہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتی

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

کربلائے ہست سیر ہر آنم۔ صد حسین است در گریبانم

مذکورہ بالا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ آپ نے کس درد دل سے یہ کلمات اپنے دل سے نکالے ہیں وہ اس وقت فرداً فرداً ہر احمدی پر عملی جامہ پہن کر اپنا پورا نقشہ دکھا رہے ہیں ہم میں سے بہت ایسے ہیں جن کا مخالفین نے پانی بند کیا اور بہت سی امیدوں سے محروم کئے گئے۔ اور حقوق تلف کئے گئے۔ گویا احمدی جماعت کے پاک نفوس جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح پانی سے روکے گئے اور مخالفین نے ان پر یزیدی کی طرح ظلم پر کمریں باندھیں۔ مگر ہم پر خدا تعالیٰ نے ایک ایسی گورنمنٹ ابر رحمت کی طرح بھیجی ہے جو ان یزید طبع لوگوں کی دال نہیں گلنے دیتی اگر خود مسلمانوں کی سلطنت ہوتی تو ضرور ہم لوگوں سے وہی سلوک کیا جاتا جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ سے کیا گیا تھا۔

ایک تازہ واقعہ جو ضلع لائل پور میں موضع سجادہ متصل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا ہے۔ اس کو ناظرین کے گوش گذار کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مسمی بھاگ احمدی جو حال میں احمدی ہوا ہے۔ اس پر مخالفین نے بہت ظلم ڈھائے ہیں۔ وہ بیچارہ مخالفین کے ظلم سے تنگ آکر موضع کتو والی چک نمبر ۳۱۴ میں آیا۔ اور احمدی بھائیوں سے پانی بند ہونے کی کیفیت ظاہر کی۔ ان میں سے ایک ابراہیم صاحب اس کو ساتھ لیکر گوجرہ میں میرے پاس آئے۔ وہ بیچارہ بہت آزردہ خاطر تھا مگر اس کا ایمان مضبوط تھا اور وہ وہاں سے ہجرت کرنے کو بالکل تیار تھا ہم یہاں گوجرہ سے چار احمدی صبح کی گاڑی سوار ہو کر موضع سجادہ میں گئے۔ مخالفین کا اس قدر ظلم تھا کہ وہ اپنے تالاب سے پانی نہ لینے دیتے تھے اس پر ایک یہ غضب تھا۔ کہ نہر کی بندی تھی۔ علاقہ بار کے بعض کنوئے بالکل کھاری ہیں۔ اس لئے وہاں تالاب پختہ بھر رکھتے ہیں جب نہر بند ہو جاتی ہے تو لوگ وہاں سے پانی بھر کر لاتے ہیں اور جب نہر جاری ہوتی ہے۔ خواہ کوئی تالاب سے بھرے یا نہر کا جاری پانی بھرے۔ مگر بندی میں تالاب سے سب لوگ بھر کر لاتے ہیں کیونکہ نہر خشک ہو جاتی ہے۔ اب بیچارے مسمی بھاگ پر بہت سختی تھی۔ کیونکہ نہر بند تھی مگر اس ایماندار نے جوہڑ سے پانی پینا قبول کیا لیکن مخالفین کی اس دھمکی پر کمزوری نہ دکھلائی۔

جب ہم وہاں گئے اور کچھ لوگوں سے ملے اور انکو کہا کہ بھائی تم نے مسمی بھاگ کا کس قانون شرعی سے پانی بند کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب نے کہا تھا کہ تم اس شخص کو اپنے تالاب سے ہرگز پانی نہ بھرنے دو کیونکہ یہ شخص کافر ہے۔

ہم نے کہا کہ ذرا پیر صاحب کو بلایا جاوے ہم کو وہ بتلا دیں کہ انہوں نے کون سے حکم کے ماتحت اس غریب کا پانی بند کیا ہے۔ تمام دہ کے چیدہ چیدہ آدمیوں سے ملے اور انکو سمجھایا گیا۔ مگر وہ نہ مانتے تھے آخر کار نمبردار کے پاس گئے جو ایک سکھ تھا۔ اس کو بھی سمجھایا گیا۔ اور بہت سی باتیں لوگوں کو بطور وعظ کے بھی سنائیں جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اور وہ تقریباً سب ہندو یا سکھ تھے جس پر ان لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔ صبح کو نمبردار نے مسلمان مخالفین کو بلایا اور کہا کہ بھائی تم ان سے فیصلہ کرو۔ ورنہ اس بیچارے کا پانی کھولدو۔ نمبردار نے کہا ہمکو علم نہ تھا کہ انہوں نے کونسی شرع کے موافق پانی بند کیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے آخر کو مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب نے کہا ہے اس نے کہا کہ تم اپنے پیر کو بلاؤ۔ آخر انہوں نے ایک آدمی پیر جی کی طرف روانہ کیا وہ آدمی پیر جی کو ساتھ لیکر آیا جس کے ساتھ بہت سے آدمی تھے جو مباحثہ کے سننے کے شوق میں آئے تھے بلکہ ارد گرد کے دیہات میں سے لوگ سنکر آگئے۔ آخر کو مجھے بلایا گیا میں اور میرے ہمراہی مسجد میں گئے۔ پیر جی نے کہا کہ اے لوگو تم اگر ہزار سال بھی مرزائیوں سے مباحثہ کرو فیصلہ نہ ہوگا۔ میں نے کہا فیصلہ خود لوگ کر لینگے۔ تم اپنے دلائل اور میں اپنے دلائل بیان کرونگا۔ لوگ خود سنکر فیصلہ کر لینگے اور دلائل بیان کرنے کے لئے تقریباً دو گھنٹے یا ایک گھنٹہ ہونا چاہئے۔

پیر صاحب نے کہا کہ میرا ایک سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص سید ہو وہ دوسرے کی بیعت نہیں کرتا اگر کریگا وہ حرامزادہ ہے یہ حملہ اس نے مجھ پر کیا تھا کیونکہ میں سید تھا۔ اس پر بھائی عبد اللہ صاحب نے کہا دیکھو پیر جی درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے اور آدمی اپنی خو سے آپ گندے ہیں اور آپکے منہ سے بھی گند نکلتا ہے۔ اس پر پیر جی کے مریدوں اور سکھ لوگوں نے یقین کر لیا کہ پیر جی گریز کر رہے ہیں اور اپنا وقت ٹال رہے ہیں اور پیر جی بھی جب اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے۔ جمعہ کا وقت ہے آؤ نماز پڑھیں ہم نے کہا ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے ہم علیحدہ پڑھینگے پیر جی نے کہا جب ہمارے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھتے تو ہماری آپکے ساتھ بحث ہی کیا ہے ہم بحث ہی نہیں کرتے ہم نے کہا پیر جی بحث ہمیشہ اختلاف پر ہوتی ہے۔ اگر اتفاق ہو تو بحث کیسی۔ یہی باعث ہے کہ ہم آپ سے اختلاف رکھتے ہیں ہم میں اور آپ میں زمین و آسمان کا فرق ہے

. . . .

آخر کو ہم پانچ آدمی بھاگ احمدی کے گھر میں آکر جمعہ کی نماز ادا کرنے لگے خطبہ میں چند ہندو بھی سننے والے تھے اور کوٹھوں پر عورتیں بھی سنتی تھیں۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو نمبردار کی طرف سے آدمی آیا کہ آپ میرے مکان پر تشریف لے آویں وہاں پر بحث ہوگی۔ ہم وہاں گئے۔ آخر پیرجی کے پاس تمام آدمی جمع ہو کر گئے۔ پیرجی نے کہا کہ ہم بحث کرنے نہیں آتے ہم تو بھجن کے خادم ہیں ہمیں بحثوں سے کیا غرض۔ تو پھر سب نے کہا پانی کس شیخی پر بند کیا تھا تو کہنے لگے ہم کسی کا پانی نہیں بند کر سکتے پانی خدا کا ہے بہت زور لگایا مگر پیرجی وہاں سے نہ ہٹے۔ آخر میں نے متواتر تین گھنٹہ تک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کی نبوت اور آپ کا منجانب اللہ ہونا ثابت کیا اور وفات مسیح پر بہت سے دلائل دیئے اور آخر کو پانی بند کرنیوالوں کے حالات سنائے اور جن لوگوں کے پانی بند کئے گئے ان کے حالات سے انہیں اطلاع دی تمام لوگ جو اس جگہ مسجد میں تھے آگئے۔ خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر لیکر گئے۔ شاباش مسمی بھاگ احمدی کو جس نے بہت استقلال دکھایا اسی ضمن میں کہ پانی بند کرنے پر ان لوگوں کو پیرجی کے آنے سے پہلے کہتا تھا تو لوگوں نے کہا کہ پانی تو ہم بھر لینے دینگے مگر اس کا کوئی مر جاوے تو ہم ہرگز نہ دبانے جائینگے کیونکہ پہلے اس سے اس کا نواسہ جب فوت ہو گیا تھا تو ہم سب قبرستان میں گئے جب جنازہ کا موقع آیا تو اس نے کہا یا تو میرے پیچھے پڑھو یا تم سے جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانے وہ کھڑا ہو ورنہ میں اکیلا پڑھ لونگا۔ اس واسطے ہم اس سے ہرگز برتاؤ نہ کرینگے۔

اس پر مسمی بھاگ احمدی نے کہا خواہ میرا مردہ کتے کھا جائیں مگر تم لوگ اس کو ہاتھ مت لگانا مگر میں اس عقیدہ کو ہرگز نہیں چھوڑونگا۔

خدا کے فضل سے سب ہندو لوگ ہماری مدد کو تیار ہو گئے اور مجھے مجبور کرتے تھے کہ آج ضرور رہو مگر ہم بوجہ اپنی دوکانداری کے وہاں سے چلدیئے اور ہندو لوگوں اور سکھ لوگوں نے کہا کہ آپ بے خطر رہیں ہم بھاگ کے ساتھ ہیں اور تمام لوگوں نے مان لیا کہ اب پیرجی شکست کھا گئے۔ خدا کے فضل سے امید ہے وہاں ضرور اور لوگ احمدی ہونگے انشاء اللہ بندہ وہاں کبھی کبھی جایا کریگا اور تبلیغ بھی کریگا۔

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲ ضابطہ دیوانی

باجلاس منشی محمد نواب خانصاحب منصف درجہ اول

احمد گڈھ علاقہ سرکار ریاست مالیرکوٹلہ

نمبر مقدمہ ۸۲

کاکارام وکیل ساکن مالیرکوٹلہ مدعی بنام حیدر بخش پسر کرم خان راجپوت سکنہ ۔۔۔ مدعا علیہ دعوی دلا پانے مبلغ ۔۔۔ بابت

حق الخدمت مدعا علیہ

بیہ مقدمہ عنوان صدر متعدد مرتبہ اجرائے سمن بنام مدعا علیہ ہوا لیکن مدعا علیہ استماع دایری دعوی پر اپنی جائے سکونت سے روپوش ہو گیا ہے آخری سمن بموجودگی نمبرداران دیہ از خانہ مدعا علیہم پر چسپان کیا گیا باین ہمہ مدعا علیہ پیروی سے مقصر ہے۔ رپورٹ ہائے تعمیل کنندہ سے مدعا علیہ کا پورا پتہ نہیں پاتا بنا برین اشتہار ہذا بجہت اطلاع مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تاریخ ۲۹ جنوری ۱۹۱۶ء جوابدہی مقدمہ کرے ورنہ بعد از انقضائے تاریخ مذکورہ کاروائی یکطرفہ نسبت حیدر بخش مدعا علیہ عمل میں آیگی تحریر ۸ جنوری ۱۹۱۶ء

دستخط نواب خانصاحب منصف درجہ اول

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲ ضابطہ دیوانی

باجلاس منشی محمد نواب خانصاحب منصف درجہ اول

احمد گڈھ علاقہ سرکار ریاست مالیرکوٹلہ

نمبر مقدمہ ۵۴

گوجر مل ولد صوبا مل کھتری احمد گڈھ مدعی بنام بگا ولد نندا چمار ساکن باڈر ہائے کلاں مدعا علیہ۔

دعوی مبلغ ۔۔۔ روپیہ کلدار اصل و سود

بیہ مقدمہ عنوان صدر متعدد مرتبہ اجرائے سمن۔ بنام مدعا علیہ ہوا لیکن مدعا علیہ استماع دایری دعوی پر اپنی جائے سکونت سے روپوش ہو گیا ہے آخری سمن بموجودگی نمبرداران دیہ از خانہ مدعا علیہ پر چسپان کیا گیا باین ہمہ مدعا علیہ پیروی سے مقصر ہے رپورٹ ہائے تعمیل کنندہ سے مدعا علیہ کا پورا پتہ نہیں چلتا بنا برین اشتہار ہذا بجہت اطلاع مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ تاریخ ۲۹ جنوری ۱۹۱۶ء جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ بعد از انقضائے تاریخ مذکورہ کاروائی یکطرفہ نسبت بگا مدعا علیہ عمل میں آیگی تحریر ۸ جنوری ۱۹۱۶ء

دستخط نواب خانصاحب منصف درجہ اول